



سوال

(834) نذر اطلاقاً منع ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ فرماتے ہیں کہ نذر اطلاقاً منع ہے اگر مان لے تو پوری کرنی فرض ہے۔ اس سلسلے میں یہ عرض تھی کہ درج ذیل حدیث کی روشنی میں وضاحت طلب ہے :

((حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّبِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا نَذْرَ إِلَّا فِيمَا يُتَّقَى بِهِ وَجْهَ اللَّهِ))

["نذر صرف ان چیزوں میں ہے جن سے اللہ کی رضا مطلوب ہو۔"]

اور دوسری روایت اس طرح تھی :

((إِنَّمَا النَّذْرُ فِيمَا يُتَّقَى بِهِ وَجْهَ اللَّهِ)) 1 (مسند أحمد، ج: ۲۴۳، ۶۱۳)

پہلی روایت ابوداؤد/کتاب الایمان والنذور/باب الیمین فی قطیعة الرحمیں ہے۔

شیخ الالبانی رحمہ اللہ نے ان کی اسناد کو حسن کہا ہے۔

التعلیقات الرضیة علی الروضة النذرية/کتاب النذر اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نذر اللہ کی اطاعت میں مانتی جائز ہے۔ (شاہد محمود، مدینہ منورہ)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

جناب لکھتے ہیں کہ "آپ فرماتے ہیں کہ نذر اطلاقاً ممنوع ہے اگر مان لے تو پوری کرنی فرض ہے۔"

تو محترم "نذر اطلاقاً ممنوع ہونا" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے :

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّذْرِ، وَقَالَ: إِنَّهُ لَا يَزِدُّ شَيْئًا، وَلَكِنَّهُ يُسْتَحْرَجُ بِهِ مِنَ النَّجْلِ)) 1

[رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر سے منع فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ وہ کسی چیز کو واپس نہیں کر سکتی البتہ اس کے ذریعے 'نجیل' کا مال نکالا جاسکتا ہے۔]

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فتح الباری میں لکھتے ہیں :

((وفي قول ابن عمر في هذه الرواية : أَوْلَمْ تَمْتَحُوا عَنِ النَّذْرِ ، نظر لأن المرفوع الذي ذكره ليس فيه تصریح بالنهي ، لكن جاء عن ابن عمر التصريح ففني الرواية التي بعدها من طريق عبد الله بن مرة وهو الهداني بسكون اليم عن ابن عمر قال : نهى النبي صلى الله عليه وسلم عن النذر . وفي لفظ لمسلم من هذا الوجه : أخذ رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهي عن النذر . وجاء بصيغة النهي الصريحة في رواية العلاء بن عبد الرحمن عن أبيه عن أبي هريرة عند مسلم بلفظ : لا تنذروا)) اهـ (١١/٥٤٤)

((وقال المحافظ في الفتح : وقال الترمذي بعد أن ترجم كراهة النذر وأورد حديث أبي هريرة ، ثم قال : وفي الباب عن ابن عمر : والعمل على هذا عند بعض أهل العلم من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم وغيرهم كرهوا النذر ، وقال ابن المبارك : معنى الكراهة في النذر في الطاعة وفي المعصية ، فإن نذر الرجل في الطاعة فوفى به فله فيه أجر ، ويكره له النذر . اهـ (١١/٥٤٨) والنظر لمعنى الكراهة عند السلف مقدمة تحفة الاحوذی))

1 صحیح بخاری / کتاب الایمان والنذور / باب الوفاء بالنذر۔

تو آپ کا لکھنا ”اگر مان لے تو پوری کرنی فرض ہے“ علی الاطلاق درست نہیں خلاصہ کلام یہ ہوا کہ نذر ممنوع ہے خواہ نذر اطاعت ہو، البتہ نذر اطاعت کو پورا کرنا فرض و ضروری ہے جبکہ نذر معصیت کو پورا کرنا حرام ہے اور ممنوع ہے۔ 1

رہی آپ کی پیش کردہ روایت تو اس کی سند میں مغیرہ اور عبد الرحمن در اوامی ہیں جن پر بعض محدثین نے کلام کیا ہے اگر اس کلام کو درخور اعتناء سمجھا جائے تو روایت کمزور قرار پاتی ہے لہذا کوئی اشکال وارد ہی نہیں ہوتا کیونکہ کمزور روایت کو لے کر صحیح متفق علیہ حدیث پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی کمزور اور صحیح میں معارضہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ اور اگر اس کلام کو درخور اعتناء نہ سمجھا جائے تو اس کی اسناد کو حسن سمجھا جائے گا جیسا کہ آپ نے شیخ البانی رحمہ اللہ سے نقل فرمایا انہوں نے اسناد کو حسن کہا، حدیث کو حسن نہیں کہا۔ و فرقی ما بینہما لا یختفی علی أهل العلم والمعرفة بالحديث ومصطلحه۔

اس حدیث کو حسن تسلیم کر لیا جائے تو یہی نہی عن النذر والی احادیث سے متعارض نہیں کیونکہ اس کا معنی و مضموم وہی ہے جو ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث : ((مَنْ نَذَرَ أَنْ يَطِيعَ اللَّهَ فليُطِعه ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ فَلَا يَعْصِه)) [2] ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جس نے اس کی نذر مانی ہو کہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اسے اطاعت کرنی چاہیے لیکن جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی ہو اسے نہ کرنی چاہیے۔“ [کا معنی و مضموم ہے۔

غور فرمائیں : ((الْاِيْمَانُ يَتَّقِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ)) اور ((اِنَّمَا النَّذْرُ فِيمَا بَيْنَهُنَّ بِه وَجْهَ اللَّهِ)) دونوں جملے خبریے ہیں اور حصر و قصر پر مشتمل ہیں تو ابواسرائیل کی نذر ((اَنْ يَتَّقُوْهُ ، وَلَا يَتَّقِهُ ، وَلَا يَسْتَقِلَّ وَلَا يَتَّكِم)) [3] ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے ایک آدمی کو کھڑے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابواسرائیل ہے۔ اس نے نذر مانی ہے کہ کھڑا رہے گا بیٹھے گا نہیں، نہ سائے میں بیٹھے گا، نہ کسی سے بات کرے گا اور روزہ رکھے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے کہو بات کرے، سایہ کے نیچے بیٹھے اور روزہ پورا کرے۔“ [کہاں سے آگئی؟

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مندرجہ بالا حدیث : ((مَنْ نَذَرَ أَنْ يَطِيعَ اللَّهَ فليُطِعه ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ فَلَا يَعْصِه)) کا معنی و مضموم کیا ہے؟ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں : ((وان خبر صريح في الأمر بوفاء النذر إذا كان في طاعة ، وفي النهي عن ترك الوفاء به إذا كان في معصية)) اهـ (١١/٥٨٢) قوله : وفي النهي عن ترك الوفاء... الخ كذا في النسخة التي بيدي، والصواب : وفي النهي عن الوفاء به إذا كان في معصية۔ فتترك التارك هنا هو الصحيح۔



1. بخاری، کتاب الایمان، والنذور، باب النذر فی الطاعة۔

2 صحیح بخاری/کتاب الایمان والنذور/باب النذر فی الطاعة۔

3 صحیح بخاری/کتاب الایمان والنذور/باب النذر فیما لا یملک وفي معصية۔

قال النواب رحمہ اللہ تعالیٰ فی الروضة الندیة: قد ورد النهی عن النذر كما فی الصحیحین وغيرهما من حدیث ابن عمر قال: نهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن النذر، وقال: إنه لا یرد شیئا وإنما یرد ما لا یستخرج به من مال الجنیل، وفيما أيضا من حدیث أبی هريرة نحوه، ثم ورد الاذن بالنذر فی الطاعة، والنهی عنه فی المعصية كما فی الصحیحین وغيرهما من حدیث عائشة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من نذر أن یطیع اللہ فلیطعه... الخ (۲/۱۷۵)

أقول: إن الأحادیث التي ذكرها النواب لإشبات الاذن بالنذر فی الطاعة لا تدل علی الاذن ولا تثبتہ، ثم لم یأت بدلیل ما علی تأخر أحادیث عائشة وعمر بن شعیب عن أبیه عن جده، وغيرهما عن أحادیث ابن عمر وأبی هريرة وغيرهما فی النهی عن النذر، واللہ أعلم۔ ((۱۹/۱۲/۱۳۲۲ھ

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل

جلد 02 ص 793

محدث فتویٰ